تاریخ و سیر

نا ہبطالب ہاشمی

خیر البشرؐ کی دس صحابیات!

۱- حضرت زینبؓ بنت ابی سلمہؓ

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ کی صاحبزادی تھیں جو ان کے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہؓ بن عبدالاسد مخزومی کے صُلب سے تھیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

زینبؓ بنت ابو سلمہؓ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی۔

حضرت ابو سلمہؓ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی، اس لحاظ سے حضرت زینبؓ حضور کی بھتیجی ہوتی تھیں (برّہ بنت عبدالمطلب حضرت زینبؓ کی دادی تھیں اور حضورؐ کی پھوپھی) ان کی ولادت کے بارے میں روایتوں میں خاصا تضاد ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ حبشہ میں پیدا ہوئیں جہاں ۵ سنہ بعد بعثت میں ان کے والدین مکہ سے ہجرت کرنے کے بعد قیام پذیر تھے۔ حضرت ابو سلمہؓ اور اُمّ سلمہؓ حبشہ میں چند سال گزارنے کے بعد مکّہ واپس آ گئے اور پھر وہاں سے مدینہ کی طرف ہجرت کی (حضرت ابو سلمہؓ نے ۱۲ سنہ بعد بعثت میں مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت اُمّ سلمہؓ نے ۱۳ سنہ بعد بعثت میں) مولانا سعید انصاری مرحوم نے سیر الصحابیات میں لکھا ہے کہ حضرت زینبؓ نے اپنے والدین کے ساتھ ہجرت کی۔ اگر حضرت زینبؓ کی ولادت حبشہ میں تسلیم کی جائے تو پھر انہوں نے "والدین" کے ساتھ نہیں بلکہ والدہ کے ساتھ ہجرت کی ہوگی، (دونوں میاں بیوی کے زمانۂ ہجرت میں ایک سال کا تفاوت ہے) اس وقت ان کی عمر کم از کم تین چار سال ضرور ہوگی لیکن بعض اربابِ سیر نے لکھا ہے کہ حضرت ابو سلمہؓ نے ۴ سنہ ہجری میں وفات پائی تو اس وقت حضرت زینبؓ شیر خوار تھیں۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے تو اصابہ میں یہاں تک لکھا ہے کہ ان کو حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ نے دودھ پلایا۔ عدّت گزارنے کے بعد حضرت اُمّ سلمہؓ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں آئیں تو ننھی زینبؓ بھی حضورؐ کے آغوشِ تربیت میں آ گئیں۔ ان کا اصل نام برّہ تھا۔ حضورؐ نے بدل کر زینب رکھا۔

بعض روایتوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ۴ھ میں والد (حضرت ابو سلمہؓ) کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔ ہماری تحقیق کے مطابق جن روایات میں حضرت زینبؓ کی ولادت حبشہ میں بتائی گئی ہے وہ صحیح نہیں ہیں کیونکہ ابنِ ہشام نے محمد بن اسحاق کے حوالہ سے خود حضرت اُمّ سلمہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جس وقت میں نے ہجرت کی (۱۳ بعدِ بعثت میں) میری گود میں ایک ہی بچہ تھا (سلمہؓ بن ابو سلمہؓ) اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت زینبؓ مدینہ منورہ میں، ہجرت نبوی کے بعد پیدا ہوئیں، ۴ھ میں حضرت اُمّ سلمہؓ کو اُمّ المؤمنین بننے کا شرف حاصل ہوا تو حضرت زینبؓ شیر خوار تھیں اس لحاظ سے ان کا سالِ ولادت ۴ہجری کے لگ بھگ ٹھہرتا ہے۔ حضرت اُمّ سلمہؓ کے حضورؐ سے نکاح کے وقت حضرت زینبؓ کی شیر خوارگی کی تصدیق مسند احمدؒ بن حنبل اور طبقات ابنِ سعد کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت اُمّ سلمہؓ نہایت حیادار تھیں۔ حضورؐ سے نکاح کے بعد کچھ عرصہ تک ان کی یہ کیفیت رہی کہ جب حضورؐ تشریف لاتے تو وہ فرطِ حیا سے اپنی شیر خوار بچی زینب کو گود میں لے کر دودھ پلانے لگتیں حضورؐ یہ دیکھ کر واپس ہو جاتے، حضرت عمارؓ بن یاسرؓ کو جو حضرت اُمّ سلمہؓ کے رضاعی بھائی تھے، معلوم ہوا تو وہ ناراض ہوئے اور حضرت زینبؓ کو اپنے گھر لے گئے (عارضی طور پر)۔

رحمتِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ننھی زینبؓ سے بے حد محبت تھی، وہ آپؐ کی ربیبہ بھی تھیں اور بھتیجی بھی۔ حضورؐ کبھی غسل فرماتے ہوتے اور ننھی زینبؓ آہستہ آہستہ چلتے آپؐ کے قریب چلی جاتیں تو آپؐ پیار سے ان کے منہ پر پانی چھڑکتے تھے۔ اہلِ سیر نے تواتر کے ساتھ لکھا ہے کہ اس پانی کی برکت سے حضرت زینبؓ کے چہرے پر بڑھاپے میں بھی جوانی کی آب و تاب قائم رہی۔

حضرت زینبؓ سن بلوغ کو پہنچیں تو اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ سلمہؓ نے ان کی شادی اپنے بھانجے حضرت عبد اللہؓ بن زمعہ (بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزّیٰ بن قصیّ) سے کر دی۔ ان سے چھ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

۶۳ھ میں حضرت زینبؓ کو ایک عظیم صدمہ سے دوچار ہونا پڑا، یہ ان کے دو لڑکوں یزید بن عبد اللہؓ اور کثیر بن عبد اللہؓ کی شہادت تھی، جو واقعہ حرہ میں ہوئی۔ جب ان کی لاشیں حضرت زینبؓ کے سامنے لائی گئیں تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا کہ مجھ پر بڑی مصیبت پڑی، میرا ایک فرزند تو سرِ میدان لڑ کر شہید ہوا لیکن دوسرا تو خانہ نشین تھا، ظالموں نے اُسے گھر میں گھس کر ناحق قتل کیا۔ اس کے بعد نہایت حوصلہ اور صبر سے اپنے دونوں نونہالوں کے کفن دفن کا انتظام کیا۔ اس واقعہ کے دس سال بعد (۷۳ھ میں) حضرت زینبؓ نے بھی پیکِ اجل کو لبیک کہا، جنت البقیع میں

دفن ہوئیں۔ جنازے میں فقیہ امت حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی شریک ہوئے۔

حضرت زینبؓ نے رحمتِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دامنِ شفقت میں تربیت پائی تھی اس لئے فضل و کمال کے لحاظ سے نہایت بلند مرتبے پر فائز تھیں۔ علامہ ابنِ عبدالبرؒ نے استیعاب میں اور علامہ ابن اثیر نے اسد الغابہ میں لکھا ہے:

"کانت من افقه نساء زمانها" (وہ اپنے زمانے کی فقیہ ترین خاتون تھیں)

اربابِ سیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ بڑے بڑے ذی علم لوگ حضرت زینبؓ سے مسائل پوچھا کرتے تھے۔ حافظ ابنِ حجرؒ نے "اصابہ" میں حضرت ابو رافعؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "جب میں نے مدینہ کی کسی فقیہ عورت کا ذکر کیا تو زینبؓ بنت ابو سلمہؓ کو ضرور یاد کیا۔"

حضرت زینبؓ سے چند احادیث بھی مروی ہیں۔ ان سے روایت کرنے والوں میں حضرت امام زین العابدینؒ اور عروہؒ بن زبیرؓ جیسی عظیم شخصیتیں شامل ہیں۔

۲۔ حضرت دُرّہؓ بنت ابی سلمہؓ

حضرت زینبؓ بنت ابی سلمہؓ کی ہمشیرہ تھیں۔ والد حضرت ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد انہوں نے بھی سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے سایۂ عاطفت میں پرورش پائی۔ صحیح بخاری میں ان کا ذکر آیا ہے۔ اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہؓ نے ایک دفعہ حضورؐ سے کہا، ہم نے سنا ہے کہ آپ دُرّہؓ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا "یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر میں نے اس کو پرورش نہ بھی کیا ہوتا تو بھی وہ میرے لئے کسی طرح حلال نہ تھی کیوں کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔"

مزید حالات معلوم نہیں ہیں۔

۳۔ حضرت حبیبہؓ بنت عبیداللہ

اُمّ المؤمنین حضرت اُمّ حبیبہؓ بنت ابو سفیانؓ کی صاحبزادی تھیں اور ان کے پہلے شوہر عبیداللہ بن جحش کے صُلب سے تھیں۔ سلسلہ نسب یہ ہے:

حبیبہؓ بنت عبیداللہ بن جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرة بن مرة بن کثیر بن غنم بن دودان بن سعد بن خزیمہ۔

ان کی دادی امیمہ بنت عبد المطلب سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اس لحاظ سے اُن

کے والد عبید اللہ حضورؐ کے پھوپھی زاد بھائی تھے اور وہ حضورؐ کی بھتیجی ہوتی تھیں۔

حضرت امِ حبیبہؓ اور عبید اللہ بن جحش دونوں نے بعدِ بعثت کے ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا اور ۶ سنہ نبوت میں ہجرت کر کے حبش چلے گئے۔ حضرت حبیبہؓ وہیں پیدا ہوئیں۔ بدقسمتی سے عبید اللہ، حبش میں بری صحبت میں پڑ گئے اور اسلام سے منحرف ہو کر عیسائی ہو گئے۔ ساتھ ہی کثرت سے بادہ نوشی شروع کر دی، اور اسی حالت میں وفات پائی۔ حضرت اُمِ حبیبہؓ اپنی بچی کے ساتھ پردیس میں بے یار و مددگار رہ گئیں۔ کچھ عرصہ بعد حضورؐ نے انہیں پیغام نکاح بھیجا جو انہوں نے قبول کر لیا اور نجاشی شاہِ حبشہ نے ان کا غائبانہ نکاح حضورؐ سے کر دیا۔ حضرت اُمِ حبیبہؓ غزوۂ خیبر کے موقع پر حبش سے مدینہ منورہ آئیں تو حضورؐ نے ان کی بچی حبیبہؓ کو بھی اپنے سایۂ عاطفت میں لے لیا اور نہایت محبت سے ان کی پرورش کی۔ حضرت حبیبہؓ کا نکاح داؤد بن عروہ رضؓ بن مسعود سے ہوا جو بنو ثقیف کے رئیس تھے۔ اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں۔

۴۔ حضرت سلمیٰ رضؓ خادمۂ رسولؐ اللہ

حضرت سلمیٰؓ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی کنیز تھیں لیکن حضورؐ نے انہیں آزاد کر کے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضؓ سے ان کا نکاح کر دیا تھا۔ انہوں نے اس استقلال سے حضورؐ کی خدمت کی کہ لوگوں میں خادمۂ رسولؐ اللہ کے لقب سے مشہور ہو گئیں۔ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے حضورؐ کے فرزند ابراہیم رضؓ پیدا ہوئے تو دایہ گیری کی خدمت حضرت سلمیٰ رضؓ ہی نے انجام دی۔ ان کے شوہر حضرت ابورافع رضؓ نے حضورؐ کو ابراہیمؓ کی ولادت کا مژدہ سنایا تو آپؐ نے اس کے صلہ میں ایک غلام عطا فرمایا۔ حضرت سلمیٰ رضؓ کا سالِ وفات اور مزید حالات معلوم نہیں ہیں۔

۵۔ حضرت فِضّہ رضؓ

حضرت فِضّہ رضؓ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی لختِ جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضؓ بتول کی کنیز تھیں۔ وہ سیدۃ النساء کی حیاتِ پاک کے کس دور میں ان کی خدمت میں آئیں؟ اہلِ سیر نے اس کی تصریح نہیں کی بہر صورت مختلف روایات سے یہ ثابت ہے کہ وہ زندگی کے آخری سانس تک خاندانِ نبوت سے وابستہ رہیں۔ ان کے شرفِ صحابیت پر سب اہلِ سیر کا اتفاق ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا اصل نام میمونہ تھا، سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فِضّہؓ رکھا۔

بعض اربابِ سِیَر نے ان کا وطن حبش بیان کیا ہے، اور کئی روایتوں میں ان کا نام "فضۃ النوبیۃ" درج ہے۔

حضرت فِضّہ رضی اللہ عنہا نہ صرف گھر کے کام کاج میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا ہاتھ بٹاتی تھیں بلکہ ان کے ہر دکھ سکھ میں بھی شریک رہتی تھیں۔ بابِ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدۃ النساء کی خدمت میں رہنے کی بدولت ان کا پایۂ علم و فضل بھی بہت بلند ہوگیا تھا۔ ان کو سیدۃ النساءؓ کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ علامہ طبری کا بیان ہے کہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو ان کو غسل دیتے وقت حضرت فِضّہؓ بھی موجود تھیں۔ سیدہؓ کا جنازہ اٹھنے لگا تو حضرت علیؓ نے اہلِ خانہ کو اس طرح آواز دی "اے امِ کلثومؓ، اے زینبؓ، اے فِضّہؓ، اے حسنؓ، اے حسینؓ آؤ اور اپنی ماں کو آخری بار دیکھ لو، اب تمہاری جدائی ہو رہی ہے اور پھر جنت میں ہی ملاقات ہوگی" گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت فِضّہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے گھر کا ایک فرد تھیں۔

سیدۃ النساءؓ کی وفات کے بعد حضرت فِضّہؓ سیدہ زینبؓ بنت علی رضی اللہ عنہ کی کنیزی میں آگئیں اور مصائبِ کربلا میں برابر ان کے ساتھ شریک رہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت فِضّہؓ کا نکاح ابو ثعلبہ حبشی رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا ان سے ایک لڑکا پیدا ہوا، ابو ثعلبہؓ کے انتقال کے بعد ان کا نکاح ابو سلیک غطفانی سے ہوا۔ بعض اہلِ سِیَر نے لکھا ہے کہ حضرت فِضّہ رضی اللہ عنہا کی ایک لڑکی (مسکہ) اور پانچ لڑکے تھے۔ حضرت فِضّہ رضی اللہ عنہا کے سالِ وفات کے بارے میں کوئی مستند روایت نہیں ملتی تاہم بعض اصحاب نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ حضرت زینبؓ بنتِ علی رضی اللہ عنہ کی رحلت کے چند سال بعد فوت ہوئیں اور ان کی قبر حضرت زینبؓ کی قبر کے ساتھ شام میں ہے۔

۶۔ حضرت عاتکہؓ بنت زید

قریش کے خاندان عدی سے تھیں۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:-

عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل بن عبد العزیٰ بن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی۔

جلیل القدر صحابی حضرت سعیدؓ بن زید (ایکے از اصحاب عشرۂ مبشرہ) ان کے حقیقی بھائی تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب چچا زاد بھائی۔ مشہور صحابیہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ خطاب ان کی چچا زاد بہن بھی تھیں

اور بھاوج بھی۔

حضرت عاتکہ رضؓ کے والد زید ان لوگوں میں سے تھے جو زمانہ جاہلیت میں ہی توحید کے قائل تھے اور جن کے بارے میں حضور ؐ نے فرمایا تھا کہ وہ قیامت کے دن تنہا ایک اُمّت کی حیثیت سے اٹھیں گے زید کو حضور صؐ کی بعثت سے چند سال قبل کسی دشمن نے قتل کر ڈالا تھا اور عاتکہ یتیم رہ گئی تھیں سنِ شعور کو پہنچ کر انہوں نے قبولِ اسلام کی سعادت حاصل کی اور صحابیت کا شرف بھی حاصل کیا۔ ان کی شادی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضؓ سے ہوئی۔ نہایت حسین و جمیل اور عاقلہ و فاضلہ خاتون تھیں۔ حضرت عبداللہ رضؓ کو ان سے اس قدر محبت تھی کہ ان کے عشق میں جہاد تک کو ترک کر دیا تھا۔ وہ بھی شوہر پر جان چھڑکتی تھیں اور ہمیشہ ان کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیتی تھیں۔ چونکہ انہوں نے حضرت عبداللہؓ کو جہاد پر جانے کے لئے مجبور نہیں کیا تھا اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے حضرت عبداللہؓ کو حکم دیا کہ وہ عاتکہ رضؓ کو طلاق دے دیں پہلے تو وہ کچھ عرصہ ٹالتے رہے لیکن جب والدِ ماجد کی طرف سے سخت اصرار ہوا تو انہوں نے حضرت عاتکہ رضؓ کو "ایک" طلاق دے دی لیکن بیوی کے فراق نے انہیں نڈھال کر دیا اور انہوں نے یہ شعر کہے:

اعاتك لا انساك ما ذر شارق	اے عاتکہ رضؓ جب تک سورج چمکتا رہے گا،
وما ناح قمری الحمام المطوق	اور قمری بولتی رہے گی میں تجھے نہ بھولوں گا
اعاتك قلبی كل يوم وليلة	اے عاتکہ رضؓ میرا دل شب و روز
اليك بما تخفی النفوس معلق	بصد ہزار تمنا و شوق تجھ سے لگا ہوا ہے
ولم ار مثلی طلق اليوم مثلها	مجھ جیسے آدمی نے اس جیسی خاتون کو کبھی
ولا مثلها فی غير جرم تطلق	طلاق نہ دی ہوگی اور نہ اس جیسی خاتون کو بغیر گناہ طلاق دی جاتی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بڑے نرم دل تھے، ان کے کانوں تک یہ اشعار پہنچے تو انہوں نے حضرت عبداللہ رضؓ کو رجعت کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد وہ ہر غزوے میں شریک ہونے لگے۔ طائف کے محاصرے میں ایک دن وہ دشمن کی طرف سے آنے والے ایک تیر سے سخت مجروح ہو گئے۔ اگرچہ یہ زخم اُس وقت تو مندمل ہو گیا لیکن تیر کا زہر اندر ہی اندر کام کرتا رہا۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے کچھ عرصہ بعد (شوال ۱۱ھ میں) یہ زخم عود کر آیا اور اسی کے صدمہ سے حضرت عبداللہ رضؓ بن ابی بکر رضؓ نے وفات پائی۔ حضرت عاتکہ رضؓ کو ان کی وفات سے سخت صدمہ پہنچا، مرحوم خاوند کی

طرح وہ بھی شعر و شاعری میں درک رکھتی تھیں، اس موقع پر انہوں نے ایک پُردرد مرثیہ کہا جس کے کچھ اشعار یہ ہیں ؎

آلیت لا ینفك عینی حزینة	قسم کھا کر کہتی ہوں کہ تیرے غم میں میری آنکھ
علیك ولا ینفك جلدی اغبرا	روئے گی اور میرا جسم غبار آلود رہے گا
لِلّٰہ عینا من رأی مثله فتی	زہے قسمت اس آنکھ کی جس نے تجھ جیسا
اکرّ واحمٰی فی الهیاج واصبرا	جنگ جُو اور ثابت قدم جوان دیکھا
اذا شرعت فیه الاسنة خاضها	اس پر تیر برستے تو ان کی بوچھاڑ میں گھستا ہو
الی الموت حتّٰی یدرك الموت احمرا	وہ اس وقت تک موت کی طرف چلتا رہتا جب
مدی الدهر حین غنت حمامة ایكة	تک خون کی ندیاں بہا لیتا۔ زندگی بھر جب جنگلی
وما ترد اللیل الصباح المنورا	کبوتر گنگنائے گا (روتی رہوں گی) اور جب تک رات پر صبح روشن آتی رہے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت عمر فاروق رضؓ نے حضرت عاتکہؓ سے نکاح کر لیا۔ دعوتِ ولیمہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی شریک تھے، انہوں نے حضرت عاتکہ رضؓ کو اوپر والے مرثیے کا پہلا شعر یاد دلایا تو وہ رونے لگیں تاہم عمر فاروق رضؓ سے بھی ان کی وفاداری اور محبت ہمیشہ مثالی رہی۔ حضرت عمر فاروق رضؓ نے شہادت پائی تو اس موقع پر بھی انہوں نے ایک دردناک مرثیہ کہا اس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

من لنفس عادها احزانها	کون سمجھائے اس نفس کو جس کے غموں نے پھر اعادہ کیا ہے
ولعین شفها طول السهد	اور اس آنکھ کو جس کو بیداری کی کثرت نے تکلیف دی ہے
وَجسدٍ لُفّفَ فی اکفانه	اور اس جسم کو جو کفن میں لپیٹا گیا ہے۔
رحمةُ اللّٰہ علیٰ ذاك الجسد	اللہ تعالیٰ کی اس پر رحمت ہو
فیه تفجیع لمولیٰ عازمٍ	مقروض اور نادار عزیزوں کو
لم یدعه اللّٰہ یمشی بسبب	اس کا صدمہ ہے۔

حضرت عمر فاروق رضؓ کی شہادت کے بعد حضرت عاتکہ رضؓ کا نکاح حواریٔ رسولؐ حضرت زبیر رضؓ بن العوام سے ہوا، انہوں نے جنگِ جمل کے موقع پر ابن جرموز کے ہاتھ سے شہادت پائی تو حضرت عاتکہ رضؓ فرطِ غم سے نڈھال ہو گئیں اور بے اختیار ان کی زبان پر یہ مرثیہ جاری

ہو گیا ؎

غدر ابن جرموز بفارس بهمة	ابنِ جرموز نے لڑائی کے دن ایک عالی ہمت شہسوار سے
يوم اللقاء وكان غير معرّد	غداری کی اور غداری بھی ایسی حالت میں کہ وہ نہتا اور بے سروسامان
يا عمرو، لو نبهته لوجدته	تھا۔ اے عمرو اگر تو اس کو پہلے سے متنبہ کر دیتا تو اس کو ایسا
لا طائشاً رعش الجنان ولا اليد	شخص پاتا کہ نہ اس کے دل میں خوف ہوتا اور نہ ہاتھ میں لرزہ،
كم غمرة قد خاضها لم يثنه	کتنے مصائب ہیں کہ وہ ان میں گھس گیا، اے بنعدیا کے بیٹے
عنها طرادك يا ابن فقع القردد	تو ان میں اس کو جھکا یا پچھاڑ نہ سکا، تیری ماں تجھ
ثكلتك امك ان ظفرت بمثله	پر روئے تو ان لوگوں پر جو گزر چکے ہیں اور
ممن مضى، ممن يروح ويغتدي	جو زندہ ہیں اس طرح غالب نہیں ہو سکا
والله ربك ان قتلت لمسلما	خدا کی قسم، تو نے ایک مسلمان کو ناحق قتل کیا
حلت عليك عقوبة المتعمد	تجھ پر ضرور اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہو گا

حضرت عاتکہ رضؓ کا سالِ وفات اور مزید حالات دستیاب نہیں ہیں۔

۷۔ حضرت سلمیٰ رضؓ بنت عمیس

عمِّ رسول حضرت حمزہ رضؓ کی اہلیہ تھیں اور قبیلہ خثعم سے تعلق رکھتی تھیں، سلسلۂ نسب یہ ہے:

سلمیٰ بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل (خثعم)۔

ماں کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا وہ قبیلہ کنانہ سے تھیں۔

جلیل القدر صحابیہ حضرت اسماءؓ بنت عمیس (جن کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت جعفرؓ بن ابی طالب، حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا) حضرت سلمیٰ کی حقیقی بہن تھیں جبکہ ام المومنین حضرت میمونہ رضؓ بنت حارث اور حضرت ام الفضلؓ (اہلیہ حضرت عباسؓ عمِّ رسول) ان کی اخیافی بہنیں تھیں۔

حضرت امامہؓ بنتِ حمزہ رضؓ، حضرت سلمیٰ رضؓ ہی کے بطن سے تھیں۔ حضرت سلمیٰ رضؓ کے مزید حالات معلوم نہیں ہیں۔

۸۔ حضرت اُمامہؓ بنتِ حمزہؓ

عمِّ رسول سید الشہداء حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب کی صاحبزادی تھیں جو سلمٰی بنت عمیس کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ حضرت حمزہ رضؓ کی شہادت (۳ھ) میں وہ بہت کم سن تھیں۔

صحیح بخاری میں ان کے متعلق یہ واقعہ مذکور ہے کہ ذیقعدہ ۷ھ ہجری میں حضورؐ عمرۃ القضاء کے لئے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ صلحنامہ حدیبیہ کی شرط کے مطابق تین دن کے قیام کے بعد آپؐ مکہ سے چلنے لگے تو اُمامہؓ بنتِ حمزہ رضؓ "یا عم یا عم" کہتی ہوئی حضورؐ کی طرف دوڑیں (ایک اور روایت میں ہے کہ اس وقت وہ یا اخی یا اخی یعنی بھائی بھائی کہہ رہی تھیں۔ فی الحقیقت حضورؐ حضرت حمزہ رضؓ کے رضاعی اور خالہ زاد بھائی بھی تھے اور ان کے بھتیجے بھی تھے اس لحاظ سے آپؐ اُمامہؓ کے چچا بھی ہوتے تھے اور بھائی بھی)۔ حضرت علی رضؓ نے ان کو گود میں اٹھا لیا اور اپنے ساتھ لے جا کر حضرت فاطمۃ الزہرا رضؓ کے سپرد کر دیا کہ یہ تمہاری بنتِ عم ہے۔ حضرت علی رضؓ کے بھائی حضرت جعفر رضؓ بن ابی طالب اور حِبُّ النبیؐ حضرت زیدؓ بن حارثہؓ نے امامہؓ کو اپنی آغوشِ تربیت میں لینے کے لئے حضورؐ کی خدمت میں الگ الگ دعوے پیش کئے۔ حضرت علی رضؓ کہتے تھے کہ اُمامہؓ میرے چچا کی لڑکی ہے، اس لئے میں حق دار ہوں، حضرت جعفر رضؓ یہ کہہ کر اپنا استحقاق ظاہر کرتے تھے کہ وہ میری بنتِ عم ہے، اور میری اہلیہ اسماءؓ بنت عمیس کی حقیقی بھانجی ہے۔ حضرت زید رضؓ بن حارثہ کہتے تھے کہ وہ میرے دینی بھائی (حضرت حمزہؓ) کی لڑکی ہے۔ سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس منازعت کا فیصلہ حضرت جعفرؓ کے حق میں صادر فرمایا کیوں کہ ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس حضرت امامہؓ کی حقیقی خالہ تھیں اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔

حضرت اُمامہ رضؓ سن بلوغ کو پہنچیں تو ان کا نکاح حضرت سلمہ رضؓ (یا بروایت دیگر عمر رضؓ) بن ابی سلمہ رضؓ سے ہوا جو ام المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضؓ کے فرزند اور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ربیب تھے۔

حضرت اُمامہ رضؓ بنت حمزہؓ کے اس سے زیادہ حالات معلوم نہیں۔

۹۔ حضرت فاطمہؓ بنت ولید

قریش کے خاندان بنو عبد شمس میں سے تھیں، سلسلۂ نسب یہ ہے:

فاطمہ رضؓ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

حضرت فاطمہ رضؓ کا دادا عتبہ بن ربیعہ قریش کا نامور رئیس تھا، اور والد ولید کا شمار بھی قریش کے شجاع اور متموّل جوانوں میں ہوتا تھا۔ دادا اور والد دونوں آخر دم تک کفر و شرک کی بھول بھلیوں میں بھٹکتے رہے، اور غزوۂ بدر (۲ھ) میں مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ البتہ چچا حضرت ابو حذیفہؓ بن عتبہ اور خود حضرت فاطمہ رضؓ کو اللہ تعالیٰ نے قبولِ حق کی توفیق دی، اور دونوں نے شرفِ صحابیت حاصل کیا حضرت ابو حذیفہ رضؓ نے سعادت مند بھتیجی کا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے اور آزاد کردہ غلام حضرت سالمؓ سے (جو سالم رضؓ مولیٰ ابو حذیفہ رضؓ کے نام سے مشہور ہیں) کر دیا۔ حضرت فاطمہ رضؓ کو ہجرت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ نہایت مخلص صحابیہ تھیں۔ مزید حالات معلوم نہیں ہیں۔

۱۰۔ حضرت زینبؓ بنت حنظلہ

تمام اہلِ سِیَر نے ان کا شمار حضورؐ کی صحابیات میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کا نکاح حِبّ النبیؐ حضرت اُسامہؓ بن زیدؓ بن حارثہ سے کر دیا تھا لیکن ان سے نباہ نہ ہو سکا اور دونوں میں تفریق ہو گئی اس کے بعد ان کا نکاح مشہور صحابی حضرت نعیم النحام عدویؓ سے ہوا، ان کے صلب سے ایک صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوتے۔ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوریؒ نے رحمۃ للعالمینؐ جلد سوم میں حضرت زینبؓ کے خاندان کے بارے میں لکھا ہے کہ زینبؓ اس بڑے خاندان کی خاتون تھیں کہ شہزادہ امرء القیس ان کے جدِ امجد کا مداح تھا۔

مزید حالات دستیاب نہیں ہوئے۔

شعر و ادب

علیم ناصری

جو مانگنا ہے خالقِ ارض و سما سے مانگ

کچھ مصطفےٰؐ سے مانگ نہ کچھ مرتضےٰؓ سے مانگ
جو مانگنا ہے خالقِ ارض و سما سے مانگ

دستِ سوال غیر کے آگے نہ کر دراز
داتا ترا خدا ہے تو ہر شئے خدا سے مانگ

اللہ کے سوا نہیں حاجت روا کوئی
اپنی ہر اک طلب اسی حاجت روا سے مانگ

قادر ہے کارساز ہے مشکل کشا بھی ہے
تدبیرِ مشکلات اسی مشکل کشا سے مانگ

سب انبیاء و اولیاء سائل اسی کے ہیں
تو بھی اسی شہنشہِ ارض و سما سے مانگ

ہر کس فنا پذیر ہے ہر شئے فنا سرشت
باقی ہے ذاتِ کبریا تو کبریا سے مانگ

طوفاں میں ناخدا پہ بھروسہ نہ کر علیمؔ
اپنی سلامتی فقط اپنے خدا سے مانگ